اسلام میں فوجی جذبہ محرکہ اور پاک فوج میں اس کا دائرہ کار

Military Sentiment in Islam and its Scope in the Pak Army

محمد صفی اللہ صفی[i] صادق علی[ii]

Abstract

Right and falsehood from the first day, there is a distinction between each other. Falsehood is busy trying to cope with the whole force. In the form of a devil, Adam and children take Adam out of heaven, and suffer forever. And in the form of different patterns, he puts Abraham in the fire, and sometimes wearing Pharaoh's clothes, he is trying to remove Moses from the page. However, in the form of Abu Jahl and Abu lahab, Try and wishes to clay the religion of Prophet. The purpose of all forms of falsehood is to destroy the world by provoking fate in the world, and to destroy humanity from its power in their wrongdoing. Historically, it is the fact that this conflict took hold of the emphasis when the message of Mustafa started from Cave Hera. This message spread as well as its opposition. On the border, the forces of these countries (Pakistan and India) Hindu knew the direct collision. It is a bit difficult to make Pakistan's ideological set up. They created misconceptions between the Muslims. The Muslims became weakened and the foundation of the government was also unstable because the Muslims forgotten religious and spiritual basis due to regional, tribal, and regional differences. In order to protect the borders, India was the ideological basis of the Muslims in the first two wars of three wars, because they were defeated, but in the third war the ideological and nationalist ideology was weak. Therefore, Muslims will be able to make their country prosperous. Preparation for our interest can be guaranteed because our country's foundation is established on a theory, so the Pak Army will be ready to cope with this great threat, because the Pak Army is the country's defense and ideological and geographical borders.

Keywords: *Military sentiment, Pak Army, Right and falsehood*

تمہید

پہلے دن سے حق و باطل ایک دوسرے کے خلاف بر سر پیکار ہیں۔ باطل پوری قوت کے ساتھ حق کو نمٹانے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ کبھی ابلیس کی روپ میں آدمؑ اور اولاد آدم کو جنت سے نکال کر ہمیشہ کے لئے رنج والم میں مبتلا کرتے ہیں۔ اور کبھی نمرود کی شکل میں ابراہیمؑ کو

i۔ پی ایچ ڈی سکالر ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ۔
ii۔ پی ایچ ڈی سکالر، گومل یونیورسٹی ڈی آئی خان۔

آگ میں ڈال دیتا ہے اور کبھی فرعون کی لباس پہن کر موسیٰؑ کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی کوشش میں مگن ہیں۔ کبھی ابوجہل اور ابولہب کی شکل میں مصطفی ﷺ کے دین کو گل کرنے کی سعی کرتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ باطل کی تمام صورتوں کا مقصد عالم دنیا میں فتنہ برپا کرکے نیکی کو دنیا سے اکھاڑ دینا ہے۔اور اپنے ظالم پنجوں میں انسانیت کو اپنی طاقت سے اپنی اطاعت پر مجبور کرنا ہے۔

تاریخی اوراق سے یہ بات عیاں ہے کہ اس کشمکش نے اس وقت زور پکڑا جب غار حرا سے انقلاب مصطفیﷺ کا پیغام شروع ہوا۔یہ پیغام پھیلنے کے ساتھ ساتھ اس کی مخالفت بھی بڑھتی گئی۔اس پیغام کی کرنیں دنیا کے چہاروں طرف پھیل گئی اور اسی شدت کے ساتھ اس پیغام کو دبانے کی کوششیں بھی جاری ہیں۔

یہ پیغام آٹھویں صدی میں برصغیر پاک وہند کو پہنچا۔اور یہاں موجود تمام باطل قوتیں اس مضبوط اور عظیم پیغام کو مٹانے اور بحیرہ عرب و حجاز کو دھکیلنے کے لئے جمع ہوگئیں۔اس کفروشرک نے یہ روحانی پیغام کو اگرچہ رک نہ کرسکا لیکن دل ہی دل میں ایک لاوہ پکتا رہا نتیجۃً تعصب و نفرت نسلوں تک منتقل ہوتی رہی۔

مغلوں کے دور حکومت میں ہندستان پر یہ تعصب و نفرت بہت شدید ہوگئی۔ کیونکہ مغلیہ حکمرانوں کا نظریاتی پس منظر نہیں تھا۔اور نہ یہ کسی نظریہ کی بنیاد پر قائم تھی۔ مغل ہندستان میں جب داخل ہوئے تو طوائف الملوکی کا دور تھا۔جو ان کے لئے معاون ثابت ہوا۔ بابر کی ہندوستانی حکومت غیر نظریاتی و موروثی تھی۔اور مغل کے آپس میں جنگ و جھگڑوں سے ہندو نے خوب فائدہ اٹھایا۔اور اکبر کے دور میں ہندو کا اثر ورسوخ بہت زیادہ بڑھ چکا تھا۔جب مغل کے شہزادوں نے حکومت واقتدار کے لئے لڑائی شروع کی تو ہندو نے حکومت کی بنیادوں کو کمزور کرنا بھی شروع کیا۔انہوں نے پہلے فرانسیسیوں اور پرتگالیوں کے ساتھ ملکر سازباز کی پھر انگریزوں کے ساتھ ملکر ان کے ہاتھ کو مضبوط کئے۔جس کی وجہ سے حکومت مسلمانوں سے نکل کر انگریزوں کے ہاتھوں میں چلی گئی اور برصغیر میں مسلمانوں کی غلامی مقدر بن گئی۔

ہندوں نے برطانیہ کے نوے سالہ دور حکومت میں مسلمانوں کو برصغیر سے بے دخل کردیا۔لیکن مسلمانوں کے دوراندیش اور قابل قیادت نے وقت پر ہی ہندوں کے مذموم عزائم کو معلوم کیا۔اور ایک نظریہ کے بنیاد پر مسلمانوں کے لئے ایک علیحدہ ریاست کے لئے کوشش کی او بالآخر وہ اس مقصد میں کامیاب ہوئے۔

پاکستان ایک نظریہ کے بنیاد پر معرض وجود میں آیا ہے۔مگر وجود میں آتے ہی اس متعصب ہندو نے ہندوستان میں مدغم کرنے کے لئے ایک تحریک چلائی۔چنانچہ ہندو نے اسے ختم کرنے کے لئے دو محاذوں پر جہد شروع کی۔پہلا محاذ نظریاتی وابستگی کی کمزوری۔دوسرا محاذ پاکستان کی سرحدوں پر ان ممالک کی فوجوں کا براہ راست ٹکراؤ۔کیونکہ ہندو جانتے تھے کہ جب تک پاکستان کی نظریاتی بنیاد قائم ہو اس کی توڑنا مشکل ہیں۔انہوں نے

مسلمانوں کے درمیان غلط فہمیاں پیدا کیں۔تاکہ مسلمان دینی وروحانی بنیاد بھول کر علاقائی، عصبی،اور لسانی اختلافات میں پڑ گئے اس وجہ سے مسلمان کمزور ہوگئی اور حکومت کی بنیاد بھی غیر مستحکم ہوگئیں۔ سرحدوں کو غیر محفوظ کرنے کے لئے بھارت نے پاکستان پر تین جنگیں مسلط کیں پہلی دو جنگوں میں مسلمانوں کی نظریاتی بنیاد مضبوط تھی اس لئے وہ شکست کھا گئے لیکن تیسری جنگ میں مسلمانوں کی نظریاتی اور قومیتی بنیاد ذرہ کمزور تھی۔اس لئے مسلمان اپنے ہی ملک سے دولخت کر بیٹھے۔

ڈرامہ یہاں تک ختم نہ ہوئی بلکہ ہمیشہ یہ مکار ہندو باقی ماندہ پاکستان کو ہڑپ کرنے کی کوشش میں ہیں۔اور یہ باور کرانے میں مصروف ہے کہ پاکستان کا خیر خواہ بھارت ہی ہے اور ہندوستانی خطے میں امن وامان کی کوشش کررہی ہیں۔ اور پاکستان ہمارے راستے میں رکاوٹیں پیدا کررہا ہے مگر حقیقت ایسا نہیں ہے کیونکہ بھارت بڑی تیزی سے جنگی تیاریوں میں مگن ہے۔اوایٹمی صلاحیت حاصل کرکے اس قابل ہوا ہے کہ پاکستان کے ہر شہر اور گاؤں کو ایٹمی ہتھیاروں کا نشانہ بنا سکتے ہیں۔

بھارت کی کثیر فوج اور اسلحہ کی برتری کا مقابلہ کے لئے پاکستان کے پاس بہت قلیل وسائل ہیں۔ایسے حالات میں دو ہی راستے ہمارے پاس موجود ہیں۔

(1) مستقبل میں پیش آمدہ نتائج سے آنکھیں بند کرکے بھارت کے سیاسی غلبے کو قبول کریں۔ لیکن یہ عالم اسلام اور خود پاکستان کے لئے نقصان دہ ثابت ہوگی۔ برطانیہ سے واپسی پر قائداعظم نے 1946ء میں مصر کے شاہ فاروق کو اس خطرے سے اگاہ بھی کیا تھا۔[1]

(2) دوسرا راستہ پاکستان کے ساتھ تصادم کا ہے اور مسلمانوں اور ریاست کی بقاء بھی اس راستے میں ہے۔ عمرو بن العاص کی نصیحت جو مصر کے مسلمانوں کو کی تھی:

"اس بات کو کبھی نہ بھولنا کہ تم قیامت تک خطرے کی حالت میں ہو اور ایک اہم ناکہ پر کھڑے ہوئے ہو اس لئے تمہیں ہوشیار اور مسلح رہنا چاہئے کیونکہ تمہارے دشمن چاروں طرف ہیں اور ان کی نگاہیں تم پر اور تمہارے ملک پر لگی ہوئی ہیں"[2]

ہماری بقاء کے لئے تیاری ہی ضمانت ہوسکتی ہے چونکہ ہمارا ملک کی بنیاد ایک نظریہ پر قائم ہے لہذا پاک فوج اس عظیم خطرے سے نمٹنے کے لئے تیار ہو جائے کیونکہ پاک فوج ہی ملک کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کی دفاع کی ضامن ہے۔

جذبہ محرک کا مفہوم:

مولانا حامد علیؒ جذبہ محرکہ کی مفہوم یوں بیان کرتا ہے:

"جذبہ اس ہیجانی کیفیت کو کہتے جو کسی فرد کو مزید فعلیت پر ابھارتی ہے۔"[3]

مولوی نورالحسنؒ یوں رقم طراز ہے:

''جذبہ اس اندرونی تحریک کا نام ہے جس کے ذریعے مقصود کی درمیانی اور دور دراز کی منزلیں بغیر کسی تکلیف اور سعی کے جلد از جلد طے ہو جائیں۔''[4]

''دل کے جوش کو بھی جذبہ کہتے ہیں۔''[5]

جذبہ محرکہ کی ایک تعریف یوں بھی کی گئی ہے:

''ایسی قوت جو انسان کے اندر اعمال کی ادائیگی کے لے تحریک پیدا کرے جذبہ محرکہ کہلاتی ہے۔''[6]

مشہور ماہر نفسیات وڈورتھ کہتا ہے:

''کہ جسم کے اندر وہ قوت جو اعضاء کو عمل کے لئے متحرک کرتی ہے جذبہ محرکہ کہلاتی ہے۔''[7]

ہربرٹ پڑی(*Herbert perri*) کے مطابق:

"جذبہ محرکہ ایسی قوت کا نام ہے جو انسانی عمل کی ابتداء کرے اور اس کو مناسب رخ دینے میں مدد دیتی ہے۔"[8]

سگمنڈ فرائڈ نے انسانی دل و دماغ کا ماڈل پیش کرتے ہوئے کہا ہے:

"انسان کے اندر خواہش idاور ضمیر super Ego موجود ہوتے ہیں جو اس کے رویے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔"[9]

ان تعریفوں سے یہ اخذ کیا جاتا ہے کہ دل و دماغ کے اس کیفیت کو جذبہ محرکہ کہتے ہیں جو مقاصد انسان کے لئے متحرک ہوتی ہے۔اس میں کمی و بیشی بھی ہو سکتی ہے اگر اس میں قوت ہو تو مقاصد ممکن ہو جاتا ہے اور اس کی کمی انسان کو اپنے مقصد سے دور رکھتا ہے۔

''سپاہی میں ایسی قوت جو دشمن کے مقابلے میں سرپیکار رہنے پر متحرک رکھتی ہے۔ ساری تکالیف کو بہت جرت کے ساتھ برداشت کر کے جنگی مقاصد کے حصول کے لئے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کرنا فوجی جذبہ محرکہ کہلاتی ہے۔''[10]

جنگ میں فوائد اور کامیابی کی امید جتنی مضبوط ہو اتنی ہی جذبہ محرکہ بلند ہو گی ورنہ فوجی جذبہ محرکہ میں کمی آجاتی ہے[11]۔حالات و وقت کے ساتھ بھی فوجی جذبہ محرکہ میں کمی و بیشی آسکتی ہیں[12]۔ قوموں کی فوجی طاقت یا فوجوں کی کمزوری کا انحصار ان کے فوجی جذبہ محرکہ پر منحصر ہیں۔[13]

جذبہ محرکہ کی اساس اور میدان جنگ میں اس کے عملی اثرات

جذبہ محرکہ کے درج ذیل عناصر میں سے کسی ایک میں ضعف پیدا ہونے سے جذبہ محرکہ کی طاقت اور قوت کو متاثر کرتی ہیں مشہور عناصر درج ذیل ہیں:

(1) عقیدہ: عقد سے ماخوذ ہے یعنی گانٹھ لگانا۔ دل کے اندر جمے ہوئے یقین کو عقیدہ کہتے ہیں[14]۔ اصلاح دین میں عقیدہ وہ یقین جو انسان کے دل میں اپنے مالک کائنات کے متعلق ہو۔

(2) تقوی: تقوی مجاہد کے لئے دوسرا اہم عنصر ہے[15] تقوی بچنا، ڈرنا، پرہیز کرنا، شرعی اصطلاح میں مراد اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور نافرمانی سے بچانا۔ اس صفت سے مجاہد جنگ میں دشمن کے سامنے سینہ سپر ہوتا ہے۔

(3) صبر واستقامت: مصیبت اور تکالیف کے مقابلے میں صبر قوت برداشت کو کہتے ہیں۔ اور میدان جنگ میں قوت برداشت اور تحمل کو شجاعت کہتے ہیں۔[16] صبر کے بارے میں امام غزالیؒ فرماتے ہیں:

''خواہشات سے پر اعمال کا ترک کر دینا ایک ایسا عمل ہے جو ایک خاص کیفیت پر مشمر ہوتا ہے اور اس ثمر کا نام صبر ہے۔''[17]

(4) نصب العین: نصب العین کی موجودگی جذبہ محرکہ کے لئے ایک بنیاد ہے۔ یعنی زندگی کا مقصد، اگر نصب العین بلند ہو تو سب کچھ بلند اگر نصب العین پست ہو تو وہ اخلاقی پستی کا شکار ہو گا۔[18]

(5) حصول آزادی: آزادی محکوم قوموں کے اندر ایک فطری امر ہے یعنی انسان کے لئے اقتدار کے حصول کی خاطر جینا اور مرنا ہے۔[19]

فوجی جذبہ محرکہ قرآن کی روشنی میں

قرآن فوجی جذبہ محرکہ پیدا کرنے کے لئے جو ترغیبی طریقہ استعمال کرتے ہیں وہ ہمیشہ نعمتوں کے حصول کا شوق پیدا کرتے ہیں جیسے ارشاد ربانی ہیں:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ''[20]

ترجمہ: '' جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتے ہوئے مارے جائیں انہیں مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں مگر تم ان کی زندگیوں کا شعور نہیں رکھتے۔''

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

''وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيلِ اللهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ''[21]

ترجمہ: ''جو لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہوئے مارے گئے انہیں مردہ مت سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اور انہیں اپنے رب کے ہاں رزق دیا جاتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ مجاہدین کو فوجی جذبہ محرکہ کے لئے اپنی محبت کا یقین دلاتا ہے۔تا کہ وہ دشمن کی صفوں کے سامنے ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر ڈٹ جائے۔ جیسے ارشاد ہیں:

''الَّذِینَ یقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیلِه صَفًّا کَاَنَّهُمْ بُنْیانٌ مَّرْصُوْصٌ''[22]

ترجمہ:''بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کے راستے میں صف بستہ ہو کر یوں لڑتے ہیں گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہوں۔''

ترغیب کا ایک اور دلکش انداز قرآنی ملاحظہ ہو:

'' اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِینَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّةَ یقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیلِ اللّٰہِ فَیقْتُلُوْنَ وَیقْتَلُوْنَ''[23]

ترجمہ:''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان کی جانوں اور مالوں کو اس بات کے عوض خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی یہ لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں جس میں کبھی قتل کرتے ہیں اور کبھی قتل کئے جاتے ہیں۔''

مسلمانوں کو تقوی کی ترغیب اس طرح فرماتے ہیں:

''وَسَارِعُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُھا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِینَ''[24]

ترجمہ:''اپنے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف بڑھو جو آسمانوں اور زمین کے بقدر وسیع ہے جیسے پرہیزگاروں کے لئے تیار کیا گیا ہے۔''

مسلمان صرف کامیابی کے لئے ہی میدان میں اترتے ہیں اور دشمنوں پر قابو پا کر رہتے ہیں۔

درج ذیل آیتیں فوجی جذبہ محرکہ میں انگیخت اور قوت پیدا کرنے میں زیادہ معاون ثابت ہو سکتی ہیں۔

ارشاد ربانی ہیں:

''فَاِذَا لَقِیتُمُ الَّذِینَ کَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْھمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاۗءً حَتّٰی تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَھَا''[25]

ترجمہ:''جب کافروں کے ساتھ میدان جنگ میں تمہاری مڈبھیڑ ہو جائے تو ان کی گردنیں ماردو یہاں تک کہ تم ان کا خون گراؤ اور جکڑ لو پھر اس کے بعد چاہو تو ازراہ احسان انہیں رہا کر دو یا فدیہ لے کر چھوڑ دو یہاں تک کہ لڑائی لڑنے والے اپنے ہتھیار ڈال دیں۔''

اس آیت کی تفسیر میں عبدالماجدؒ فرماتے ہیں:

''صبر و تقوی کو دشمن سے محفوظ رہنے کا بہترین حربہ قرار دیا گیا''[26]

امن کے زمانے میں بھی مشقوں کے دوران ہر سپاہی کو تھکن، بھوک، سفر، پیاس اور نیند کی کمی جیسے آزمائشوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ جب وہ اس حالات کا مقابلہ کرتا ہے تو سپاہی کا ایمان پختہ اور مضبوط ہوتا ہے۔

قرآن مجید نے مسلمانوں میں فوجی جذبہ پیدا کرنے کے لئے اکثر مقامات پر صبر و تقوی کی ترغیب دیا ہے جب یہ دونوں صفات ایک وقت پر ایک مجاہد میں پیدا ہو جائے تو جذبہ محرکہ سے سرشار ہو سکتا ہے۔

فوجی جذبہ محرکہ حدیث کی روشنی میں

مسلمان سپاہی کے دلوں میں فوجی جذبہ محرکہ کو پیدا کرنے کے لئے حدیث سے ہمیں رہنمائی ملتی ہے جو میدان جنگ میں اترنے سے پہلے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نبی کریم ﷺ نے بتایا ہیں۔ اس لئے کبھی نبی کریم ﷺ مجاہدین کو جنت کی ترغیب دیکر جہاد کی سخت راستوں کو آسان بناتے ہوئے نظر آتے ہیں اور کبھی اس راہ کے نکلنے میں سستی کرنے والوں کو قیامت کی تکالیف سے ڈرا کر شہادت کی راستہ کے لئے کمربستہ ہونے پر مائل کرتے ہیں۔ اور کبھی نبی کریم ﷺ مومنین کے اندر فوجی جذبہ محرکہ پیدا کرنے کے لئے انعام واکرام کا طریقہ استعمال کرتے ہیں۔

دور رسول اللہ ﷺ میں طریقہ کار کو اپنانے میں وقت اور جگہ کی تعین نہ تھی۔ خواہ مسجد سے باہر ہو یا مسجد کے اندر، خرید و فروخت ہو یا وفود سے ملاقات ہو۔ لشکر روانہ سے پہلے ہو یا روانہ کے بعد، ہر جگہ و مقام پر مختلف طروق کے ذریعے مومنین کے دلوں میں جہاد کے لئے فوجی جذبہ محرکہ کو قوی و تیز تر کیا گیا۔

سپاہی کو مقاصد جنگ سے آگاہ کرنا بہت اہم ہیں، اس کے بارے میں نبی کریم ﷺ مسلمانوں کو حکم دیتا ہیں:

''عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَاهِدُوا الْمُشْرِكِينَ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ وَأَلْسِنَتِكُمْ''[27]

''ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا مشرکین سے جہاد کرو اپنے جان و مال سے اور اپنی زبان سے۔''

مسلمان ان تینوں اقسام میں سے ایک قسم کو ضرور اپنائے اور تینوں کو اپنانا بہت بہتر ہے۔ حدیث نبی کریم ﷺ میں مال خرچ کرنے کا ترغیب بھی دیا گیا ہے تاکہ ارشاد ہیں:

''قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَنْفَقَ نَفَقَةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ كُتِبَتْ لَهُ بِسَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ''[28]

''ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جہاد میں کچھ خرچ کرتا ہے تو اس کے لئے سات سو گنا ثواب لکھا جاتا ہے۔''

مالدار لوگ غیر مسلح مجاہدین کو مسلح کرنے میں مدد دیں۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہیں:

''من جهز غازيا في سبيل الله فقد غزا ومن خلفه في أهله بخير فقد غزا''[29]

ترجمہ: '' جس نے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہا کرنے والے کا ساز و سامان مہیا کیا اس نے گویا خود جہاد کیا اور جو کسی غازی کا قائم مقام بن کر اس کے گھر والوں میں رہا اس نے گویا خود جہاد کیا۔''

میدان جنگ میں موت بھی واقع ہوسکتی ہیں اس لئے فرماتے ہیں کہ موت قیامت کی زندگی کا آغاز ہے اور شہادت سے بہتر کوئی چیز نہیں ارشاد نبی کریم ﷺ ہیں:

''عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ قال:مثل المجاهد في سبيل الله كمثل الصائم القائم الدائم الذي لا يفتر من صلاة ولا صيام حتى يرجع''[30]

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مثال اس روزہ دار اور تہجد گزار کی سی ہے جو ہمیشہ روزہ رکھتا ہے اور اپنی نماز اور روزے میں کوئی وقفہ نہیں کرتا اس کی یہ حالات اس وقت تک باقی رہتی ہے جب وہ میدان جنگ سے واپس لوٹتا ہے۔''

جہاد کے لئے ٹریننگ کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہیں:

''رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ سَتُفْتَحُ عَلَيْكُمْ أَرَضُونَ وَيَكْفِيكُمُ اللَّهُ فَلَا يَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَلْهُوَ بِأَسْهُمِهِ''[31]

ترجمہ: ''آپ ﷺ فرماتے تھے عنقریب تم پر زمینوں کی فتوحات کھل جائیں گی اور تمہیں اللہ کافی ہو گیا پس تم میں سے کوئی شخص تیر اندازی میں کمزوری نہ دکھائے۔''

سرحدات پر پہرہ دینے والے کے بارے میں نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

''عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَاتَ مُرَابِطًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَجْرَى عَلَيْهِ أَجْرَ عَمَلِهِ الصَّالِحِ الَّذِي كَانَ يَعْمَلُ وَأَجْرَى عَلَيْهِ رِزْقَهُ وَأَمِنَ مِنْ الْفَتَّانِ وَبَعَثَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ آمِنًا مِنْ الْفَزَعِ''[32]

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول نے فرمایا جو راہ خدا میں رباط کی حالت میں اس دنیا سے گیا جو بھی عمل وہ کرتا تھا اللہ تعالیٰ اسکا اجر جاری فرمادیں گے (موت کیوجہ سے موقوف نہ ہوگا) اور اللہ تعالیٰ اسکا رزق بھی (قبر اور جنت میں) جاری فرمادیں گے اور وہ عذاب قبر کی آزمائشوں سے مامون رہے گا اور اللہ تعالیٰ روز قیامت اسے ہر خوف و گھبراہٹ سے مطمئن اٹھائیں گے۔''

نبوی کریم ﷺ کی احادیث اس پر دال ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے اکثر مواقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں جذبہ محرکہ پیدا کرنے کے لئے مختلف طور وطریقے استعمال کئے۔ کبھی جنت کی ترغیب، کبھی جہنم کی ہولناکیوں سے بچانے پر ابھارا، کبھی تعلیم وتربیت کے ذریعے، کبھی دعاوں کے ذریعے رغبت دلائی۔

غزوات وسرایا میں جذبہ محرکہ اور اس کے اثرات

نبی کریم ﷺ کے مکہ میں نبوت کے تیرہ سال اور مدینہ کے دس سال کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت پر ایسا رنگ چڑھا جس کے لئے قیصر وکسری کی عظیم سلطنتوں نے سر رکھا۔ خاص کر مدینہ المنورہ کے دس سال میں تین مہینے ایسے نہیں گزرے ہوں گے جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کوئی جماعت جہاد کے لئے نہ نکلا ہو۔ ان سالوں میں 87 غزوات وسرایا میں سے 9 غزوات میں باقاعدہ جنگ ہوئی۔ ان تمام غزوات میں ظاہری وسائل وذرائع ہمیشہ دشمنوں کی رہی لیکن اسکے باوجود نتیجہ مسلمانوں کے حق میں نکلا۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مدنی دور ہی جہاد فی سبیل اللہ سے عبارت ہے۔ تاریخی معاہدہ میثاق مدینہ کے بعد نبی کریم ﷺ نے جزیرہ العرب اور خاص کر حجاز میں سلطنت کی اسلامی جڑیں مضبوط کرنے کا ارادہ کیا۔ داخلی مضبوط طاقت قریش کے خلاف نبی کریم ﷺ نے دعائیں بھی مانگی۔[33] نصب العین کو حاصل کرنے کے لئے حمزہ □ کی نگرانی میں قریش کے تجارتی راستوں کے لئے تیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت بھیجی، جھنڈا ابومرثد الغنوی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا۔[34] غزوہ الابواء، ودان، ابواط، العشیرہ، بدر الاولی، سریہ عبداللہ بن جحش میں جھنڈا مہاجر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں میں تھی اور بدر سے پہلے تمام غزوات میں مہاجر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شریک ہوئے، کیونکہ مہاجرین کی جنگی تربیت اس وقت مکمل ہوچکی تھی۔ صبر واستقلال کے عادی ہوچکے تھے۔ ان کے عقائد مضبوط ہوئے تھے۔ غزوات میں مجاہدین کی جذبہ محرکہ پر تھوڑا روشنی ڈالتے ہیں:

غزوہ بدر

حق وباطل کے درمیان میدان بدر ہی پہلا بڑا معرکہ پیش آیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہت کم تھے۔ جنگی ساز وسامان نہ ہونے کے برابر تھی۔ مگر فوجی جذبہ محرکہ کا یہ عالم تھا کہ ہر بوڑھا جوان، چھوٹا بڑا، لشکر میں شامل ہونے کی کوشش کرتے تھے۔ جن بچوں کو اجازت نہ ملی وہ بھی رو رو کر جنگ میں شامل ہونے کی اجازت مانگ رہے تھے۔[35]

نبی کریم ﷺ جنگ سے پہلے انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور نئے مسلمانوں کے فوجی جذبہ کو آزماتے تھے۔ تومہاجرین نے دین کی بقاءاور تحفظ کی یقین دہانی کرائی۔اور مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ نے سارے مسلمانوں کی ترجمانی کی اور عرض کیا:

''یا رسول اللہ امضی لما اراک اللہ فنحن معل واللہ لانقول لک کما قالت بنو اسرائیل لموسی اذھب انت وربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون ولکن اذھب انت وربک فقاتلا انا معکما مقاتلون''[36]

ترجمہ:''یارسول اللہ جس چیز کا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حکم دیا ہے اس کو انجام دیجے ہم سب آپ ﷺ کے ساتھ ہیں۔ خدا کی قسم ہم بنی اسرائیل کی طرح ہر گز یہ نہ کہیں گے کہ اے موسیٰ علیہ السلام ! تم اور تمہارا رب جا کر لڑو ہم تو یہاں بیٹھے ہیں بلکہ ہم آپ ﷺ سے گزارش کرتے ہیں کہ آپ ﷺ اور اللہ تعالیٰ ہمیں جس جہاد کے لئے حکم فرمائیں گے ہم آپ ﷺ کے ساتھ مل کر دشمنوں سے جنگ کرینگے۔''

اس کے بعد انصار کے رئیس سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے فوجی جذبہ محرکہ کو ان الفاظ میں بیان کیا:

''وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَمَرْتَنَا أَنْ نُخِيضَهَا الْبَحْرَ لَأَخَضْنَاهَا وَلَوْ أَمَرْتَنَا أَنْ نَضْرِبَ أَكْبَادَهَا إِلَى بَرْكِ الْغِمَادِ لَفَعَلْنَا ''[37]

ترجمہ:''اے اللہ کے رسول اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں سمندر میں گھوڑے دوڑانے کا حکم دیں تو ہم انہیں ڈال دیں گے اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ان کے سینے برک الغماد سے ٹکرا دینے کا حکم دیں تو ہم کر گزریں گے۔''

پاک فوج میں عسکری جذبہ محرکہ کا نظام 1947تا1975

تقسیم ہند کے بعد فوج کا بڑا حصہ مسلمانوں پر مشتمل تھا۔ان لوگوں کا تعلق پاکستانی سرزمین میں آئے علاقوں سے تھا چونکہ پاکستان ایک نظریہ پر معرض وجود میں آیا اس لئے ان کا فوج قدرتی طور پر اس ملک کی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں کی محافظ بنی۔ تحریک پاکستان کا ولولہ تازہ ہونے کی وجہ پوری قوم پاک فوج کی پشت پر موجود تھی یہ وجہ تھی کہ ہندوستان نے ایک سال میں جب کشمیر میں فوجیں داخل کی تو فوج عوام کے ساتھ مل کر کشمیر کے بڑے حصے کو بھارت سے آزاد کرالیا۔[38]

تقسیم ہند سے پہلے ہندوستان میں متحدہ فوج میں آئمہ ،پنڈت اور گرو ملازم رکھے جاتے تھے[39]۔جو مسلمانوں، سکھوں اور ہندوؤں کو قسم دلایا کرتے تھے۔ تقسیم ہند کے بعد آئمہ جنہیں ریلیجس ٹیچرز کہتے تھے وہ بھی آگئے اور فوج کا حصہ بن گئے مگر وہ سویلین کے طور پر کام کرتے تھے اور بعد میں وہ امامت کا فرئضہ کا کام بھی کرتے تھے۔اور یونٹ کے مسجد میں وہ قرآن پاک کی تعلیم بھی دیتے تھے۔ ہر چھاونی کے گریزن مسجد میں نماز جمعہ ادا کیا کرتے تھے۔ تحریک پاکستان اور نظریہ پاکستان پر وہ کبھی کبھی یونٹ میں خطاب دیا کرتے تھے ابتداء میں اتنا جوش وخروش نہیں تھا لیکن 1960ء کے بعد کافی ترقی ہوئی بریگیڈیئر عبدالرحمٰن صدیقی لکھتے ہیں:

''لفظ نظریہ 1965ء کی جنگ میں عملی طور پر پہلی بار دیکھنے میں 1964ء کے بعد نظم ونثر میں دینی موضوعات پیش کیے جانے لگے۔ فوج میں آفیسر کا ایک ایسا کیڈر ہو جو جوانوں کی سیرت سازی کرے۔''[40]

1968ء کو دینی شعبہ تعلیمات وجود میں لایا گیا ان کی ذمہ داری نوجوانوں کو تربیت دینا تھی پہلے ہیڈ کوارٹرز میں ایک سیکشن تھا اور بعد میں دو آفیسر تعینات ہوئے اور ساتھ دفتر سٹاف بھی مقرر ہوا اور اس شعبے کی کوشش سے سال کے 52 خطبے بھی تالیف کئے گئے اور فوج میں موجود ٹیچر کی زیر نگرانی بھی کرتے تھے۔ اس دینی او اخلاقی تربیت کی وجہ 1971ء کے جنگ کے دوران تمام مشکلات کے باوجود دشمنوں کے ساتھ آخر دم تک مقابلہ کرتے تھے۔[41]

اور جنگ میں قید بند فوجیوں نے تقریباً 2 سال کا عرصہ گزانے کی وجہ سے باقی فوجیوں پر کافی منفی اثرات ہوگئے۔ اور اس بے یقینی کی کیفیت سے نکالنے کے لئے اعلی کمانڈروں نے یونٹ اور بریگیڈ اور چھاونی سطح پر فوجی درباروں سے خطاب کیا اور ان اجتماعی لیکچرز سے یہ فائدہ ہوا کہ فوج کا اعتماد کسی حد تک بحال ہوا اور فوجی جوان اس ہزیمت کا داغ مٹانے کے لئے کمربستہ ہوگئے۔ 1971ء سے 1975ء تک نظریہ پاکستان کے متعلق بہت زیادہ کتابچے شائع کئے گئے۔ رسالوں اور اخبارات میں مضامین شائع ہوئے لیکن فوج میں اکثر ان پڑھ ہونے کی وجہ ان مواد سے فائدہ نہ اٹھا سکا۔ اور یونٹ کے خطیب نے کام جاری رکھا اور افراد کے دلوں میں ایمان ویقین کی شمع جلائے رکھی لیکن بہت کم حاصل ہوگئے۔ کیونکہ خطیب کے لئے بھی تعلیمی معیار بہت معمولی رکھا گیا تھا۔ وہ امامت کرا سکتا تھا لیکن دنیاوی علوم کم ہونے کی وجہ سے وہ قومی اور بین الاقوامی سطح پر تبدیلیوں سے عدم واقفیت کی وجہ سے سامعین میں روح پھونکنے سے قاصر تھے جو اس وقت کی ایک اہم ضرورت تھی۔ اور دوسری طرف خطیب کا عہدہ بھی بہت معمولی تھا جو اس کی کارگردگی کو متاثر کرتی تھیں۔ اس بناء پر عوام اور فوج کے درمیان خلاء پیدا ہوگیا۔ اور 1977ء میں سول حکومت کی طرف سے جزوی مارشل لاء نافذ کیا گیا اور چند مشہور سیاستدانوں نے اس عدم اعتماد کا اظہار بھی کیا جو فوج کے عسکری جذبہ پر منفی اثرات ڈالتا ہے۔[42]

درج بالا اقدامت کے علاوہ سپاہی کے دلوں کو گرمانے کے لئے ہر دور میں اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا جاتا رہا یہ نعرہ نہ صرف دوران جنگ استعمال کیا جاتا بلکہ پیشہ ورانہ مقابلوں اور ٹریننگ میں جو آج بھی استعمال کیا جاتا ہے اس کے ساتھ دوسرے نعرے بھی ایجاد کئے گئے جن میں ایک حیدری کا نعرہ ہے بعض رجمنٹوں اور یونٹوں نے اپنے شعار اپنائے جو ان کے عسکری جذبے کو بہت تحریک دیتے ہیں۔ ان نعروں میں غازی یا شہید ہے غیر معمولی بہادری کا مظاہرہ کرنے والوں کو تمغہ جات سے نوازا جاتا اور یہ جوانوں کے ناموں اور اعزازات افسروں کے ساتھ لکھے جاتے ہیں اور بولے جاتے ہیں۔ اور ان کے عزت میں کافی اضافہ کرتے ہیں۔ اور یہ دوسروں کے لئے ترغیب بھی دیتے ہیں۔

عسکری جذبہ محرکہ کا نظام 1975 تا حال

پاک فوج میں 1975ء ایک خاص نمایاں حیثیت رکھتا ہے نئے چیف آف آرمی سٹاف نے اپنا عہدہ سنبھالتے ہوئے فوج میں ایمان، جہاد فی سبیل اللہ تقوی کا نصب العین دیا۔ اور چند عملی اقدامات کئے جنھوں نے آئے دنوں میں فوج کے ماحول سے غیر مسلموں کے اثرات نکال کر اسے اسلامی رنگ میں رنگنے لگے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ کلبوں اور میسوں میں شراب کو حرام کر دیا اور نماز کو لازمی قرار دیا فوجی چیف نماز باجماعت کا اہتمام کریں گے۔ اور بعض دفعہ وہ امامت کا فریضہ بھی سرانجام دیں گے۔ اس عمل سے باقی لوگوں کے دلوں میں بھی نماز کا شوق پیدا ہوا اور دفتروں میں ظہر کا نماز کا اہتمام ہونے لگا۔ اور انفرادی طور پر بھی نماز کی طرف مائل ہونے لگا۔[43]

1976ء میں فوجی جوانوں کے عسکری جذبہ محرکہ پر منفی اثرات کو زائل کرنے کے لے ایک ڈائریکٹوریٹ کا قیام عمل میں آیا جس کا نام سائیکلوجیکل آپریشن ڈائریکٹوریٹ رکھا گیا اس نے نفسیاتی جنگ کے اثرات، ہندو ذہنیت اور نظریہ پاکستان کے موضوعات پر مختلف کتابیں لکھی اور نفسیاتی جنگ سے بچاو کے تدابیر انداز جنگ اور ہندو ذہنیت زیادہ اہم ہیں۔ 1978ء میں عسکری جذبہ محرکہ کے نظام کو جدید خطوط پر استوار کرنے کے لئے بہت نمایاں اقدامات کئے اور 1977ء کے مارشل لاء میں فوجی سربراہ کے اختیارات بڑھ گئے لہذا ان کے ذہنوں میں جو نقشہ تھا وہ حقیقی جذبہ جہاد میں تبدیل ہو گیا۔ اور دینی تعلیمات کے حاملین افسروں پر ایک مشتمل کیڈر متعارف کرایا گیا اور موجودہ ائمہ تعلیمی معیار پر پورے اترنے والے کو جونیر کمیشنڈ آفیسر کا رینگ دیکر ان کا مقام کو بڑھایا جس سے بہت اچھے نتائج سامنے آئے ہر یونٹ میں ایک خطیب کی تعیناتی ہوتی تھی تعلیمی معیار میٹرک اور دینی مدرسے سے فاضل درس نظامی ہونا لازمی ہے یہ خطیب پہلے پریڈ میں 10 منٹ درس قرآن دیتا ہے یہ چند آیات کی تلاوت اور ان کے ترجمہ پر مشتمل تھا۔ درس حدیث، ناظرہ قرآن، قرآن کا ترجمہ اس خطیب کی ذمہ داری تھی۔ اور یہ تعلیم نوجوانوں کے لئے ایمان و یقین کی پختگی کے لئے نہایت ہی موثر ہوا۔[44]

ہفتے میں ہر یونٹ کو ایک بار نظریہ پاکستان، تاریخ اسلام اور دینی موضوعات پر لیکچر دیا کرتے تھے۔ ہر یونٹ میں دینی کورس جی ایچ کیو کی طرف بھیجے گئے پروگرام کے تحت کئے جاتے تھے۔ جن میں جوان اور افسر باری باری حصہ لیتے تھے۔ اور ایک لائبریری ہر یونٹ میں قائم کی گئی جس میں تفسیر، فقہ، حدیث اور تاریخ کی کتابیں موجود ہوتی ہیں۔ اور ایک یونٹ لائبریری جس میں دیگر کتب کے علاوہ دینی موضوعات پر بھی کتب مل سکتی ہیں۔ 1991ء کے بعد پاک فوج میں بھرتی کے لئے تعلیمی معیار میٹرک رکھا گیا کیونکہ اب طبع شدہ مواد سے خوب فائدہ اٹھایا جا رہا ہے۔ اور ہر ڈویژن کی سطح پر ایک کیپٹن جس کے لئے تعلیمی معیار ایم اے اسلامیات رکھی گئی ڈویژن میں ہونے تمام دینی تربیت کا ذمہ داری اس افیسر پر ہو گی۔ اس کے علاوہ افسر یونٹوں میں جا کر جہاد اور دیگر دینی موضوعات پر خطاب دیتے تھے۔

اسلام نے جو عسکری جذبہ محرکہ پیش کیا ہے وہ آج بھی مکمل طور پر موجود ہے لیکن موجودہ دور میں پاکستانی فوج میں عسکری جذبہ پیدا کرنے اور منفی اثرات کے سد باب اور مثبت اثرات پیدا کرنے کے سلسلے میں جو اقدامات کیا جا رہا ہے وہ ناکافی ہے اور باقی اصلاح کی ضرورت ہے۔

اگر موجودہ نظام کے سارے خامیوں کو سامنے رکھ کر اسلام کے عسکری جذبہ محرکہ کے تصور کے رہنمائی کے ساتھ صحیح طریقہ پر کوئی پروگرام بنادی جائے تو پاکستانی نوجوانوں کے دل میں جذبہ جہاد اور شوق شہادت کو بڑھایا جاسکتا ہے۔اور ہماری فوج مادی برتری اور دشمنوں کی زیادتی کے باوجود اس پر غالب آسکتی ہیں۔

درج ذیل امور کو صحیح کر کے موجودہ نظام کو اسلامی خطوط پر استوار کرنے کی صلاحیت پیدا ہو سکتا ہے:

(1) ایمان و یقین کی پختگی کے لئے اقدامات:

قرآنی آیات کی تلاوت سپاہی کے ایمان اور یقین میں پختگی کا باعث بہت آسانی کے ساتھ ہو سکتی ہے اگر پاکستان کے آرمی کے ہر جوان قرآن پاک کی تفہیم اور تلاوت کا اہتمام کرے تو ایمان کو قوی بنایا جاسکتا ہے۔لہذا ہر سطح پر خواہ سپاہی ہو یا بڑے سے بڑے افسر کو قرآن کی تعلیمات کے ہر قسم پروگراموں میں شامل ہونا چاہیئے۔

(2) اسلاف کے کارناموں سے رہنمائی:

اسلام کے حالات اور ان کے کارناموں کے سننے اور پڑھنے سے قوت عمل میں اضافہ ہوتا ہے لہذا سیرت نبوی ﷺ اور تاریخ اسلامی کی کتب کو کورس کا حصہ بننا چاہیے شام کے کھیل کا پریڈ کے بعد شروع کیا جائے اور نماز عصر میں حاضری لی جائے۔

(3) شکست کے منفی اثرات کو زائل کرنا:

1971ء کے شکست کے اثرات کو زائل کرنے کے لئے فوری اقدامات کیا جائے اس لئے ٹی وی اور ریڈیو میں ایسے پروگرام جاری کیا جائے جن میں آرمی کی طعنوں کا پہلو ختم کیا جائے اور آرمی میں بدلہ لینے کا جذبہ پید کیا جائے۔ہر سال 16 دسمبر کو یوم سوگ کے طور پر منایا جائے۔

(4) دشمن کی پہچان:

ایسی فلمیں تیار کیا جائے جس میں ہر فوجی کو اپنے دشمن کے بارے میں مکمل معلومات فراہم کیا گیا ہو جو دشمن کے ارادوں کے عکاسی کرتا ہو۔ جس میں ہندو اور قادیانی ذہنیت کے منشور شائع کیا گیا ہو۔ جس میں ان کے اسلامی دشمنی اور پاکستانی دشمنی واضح ہو۔

(5) شعراء کے کلام سے انتخاب:

فوج میں ان شعراء کے کلام کا انتخاب کیا جائے جنہوں نے مسلمانوں کے اندر جذبہ جہاد پیدا کیا ہے، علامہ اقبال اور جالندھری کا کلام بہت معاون ثابت ہو سکتا ہے۔

(6) حالات سے باخبر رکھنا:

ہماری سرحدات کے خطرات سے عام فوجی کو باخبر رکھنا چاہیئے افواج کو دشمن کی حربی صلاحیت سے اگاہ کرنا چاہیئے۔

(7) فوج کو شہری زندگی سے دور رکھنا:

شہری زندگی فوج کے نظم اور ضبط ان کی عزت اور ٹریننگ کو بہت بری طرح متاثر کر سکتی ہے فلاح و بہبود کے لئے قائم کرنے اداروں میں فوجی کام کرنے والے سویلین کے ساتھ روابط کے نتیجے میں فوجی امور میں دلچسپی کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ جس سے پوری فوج متاثر ہو سکتی ہیں۔

(8) دینی وپیشہ ورانہ تربیت کے لئے مساجد کو خاص کیاجائے تمام یونٹوں کا صبح وشام حاضری مساجد میں لیاجائے۔اور تمام نمازیں مسجد میں ادا کیاجائے۔ جنگ کے لئے روانگی مسجد سے اجتماعی دعا کے بعد ہو۔ تمام فوجی امور میں مشورہ مسجد میں ہی ہو۔

(9) القابات کا استعمال:

تمام یونٹوں کو ان کے فرائض کی نسبت سے القابات دیاجائے یہ القابات یونٹ کے دفاتر اور مناسب جگہ پر تحریر کیاجائے۔

(10) تکبیر کا نعرہ:

مشقوں کے دوران تمام جارحانہ اقدامات کی ابتدا اسے نعرہ سے کیاجائے۔ کھیلوں کے میدان میں بھی یہ نعرہ ہو۔ تکبیر کے نعرے کو بہت زیادہ فروغ دیاجائے۔

(11) قائدین کے انتخاب:

قائدین کے انتخاب میں مومنانہ فراست اور تقوی کو میرٹ پر رکھاجائے۔

(12) یونٹ ریکریشن روم میں فلموں کے بجائے اسلامی معلومات کے ویڈیو نشر کی جائے۔

(13) خطیب کے انتخاب کے لئے موجودہ تعلیمی معیار بڑھاکر ایم اے اور درس نظامی رکھاجائے۔

(14) پاکستان ملٹری اکیڈمی میں عربی مضمون کالازمی کیاجائے۔

خلاصہ بحث:

(1) اسلام کے عسکری جذبہ محرکہ کے تصور کے رہنمائی کے ساتھ صحیح طریقہ پر کوئی پروگرام بنا دی جائے تو پاکستانی نوجوانوں کے دل میں جذبہ جہاداور شوق شہادت کو بڑھایا جاسکتاہےاور ہماری فوج مادی برتری اوردشمنوں کی زیادتی کے باوجود اس پر غالب آسکتی ہیں۔

(2) موجودہ دور میں پاکستانی فوج میں عسکری جذبہ پیدا کرنے اور منفی اثرات کے سد باب اور مثبت اثرات پیدا کرنے کے سلسلے میں جو اقدامات کیا جارہاہے وہ ناکافی ہے اور باقی اصلاح کی ضرورت ہے۔

(3) ہر سطح پر خواہ سپاہی ہو یا بڑے سے بڑے افسر کو قرآن کی تعلیمات کے ہر قسم پروگراموں میں شامل ہونا چاہیئے۔

(4) مشقوں کے دوران تمام جارحانہ اقدامات کی ابتدا اسے نعرہ سے کیا جائے۔ کھیلوں کے میدان میں بھی یہ نعرہ ہو۔ تکبیر کے نعرے کو بہت زیادہ فروغ دیا جائے۔

(5) تمام یونٹوں کو ان کے فرائض کی نسبت سے القابات دیاجائے یہ القابات یونٹ کے دفاتراورمناسب جگہ پر تحریر کیاجائے۔

(6) اور 1977ء میں سول حکومت کی طرف سے جزوی مارشل لاء نافذ کیا گیا اور چند مشہور سیاستدانوں نے اس عدم اعتماد کا اظہار بھی کیا جو فوج کے عسکری جذبہ پر منفی اثرات ڈالتا ہے۔

(7) اگر فوجی نوجوان اسلام آباد سے زیادہ سرحدات پر توجہ دے تو عسکری جذبہ محرکہ اور بھی بڑھ سکتا ہے۔

حوالہ جات

1 منور مرزا، پروفیسر، نظریہ پاکستان کا ارتقاء، ص 6، مکتبہ وحدت ملی، لاہور

2 جرجی زیدان، تاریخ مصر، بحوالہ ابوالحسن علی ندوی، اسلامی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر، ص 201، مجلس نشریات اسلام، کراچی

3 حامد علی خان، مولانا، اردو جامع انسائیکلوپیڈیا، ج 1، ص 459، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، 1987م

4 اجمیری، محی الدین، مصطلحات علوم وفنون عربیہ، ص 109، انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی، 1976م

5 نیر، مولوی، نور الحسن، نور اللغات، ج 1، ص 1074، سنگ میل پبلیکشنز، لاہور، 1989م

6 Oc, Watson, longman English larouse,alesbarg,page762,Hazel Watson and viney ltd,1968

7 Kupler, Adam, social sciences eneycleopidia,p543,army education, Rawalpindi,1989

8 Petri, Herbert, Motivation theory and research,p3,Belmont California, USA, 1986

9 Social Sciences Enycleopedia,p318

10 Klaus Knorr, war potential of nation,P63, Army education,Rawalpindi,1987

11 Ibid, p67

12 Ibid, p72

13 Ibid, p72

14 فروزدین، فیروز اللغات، ص 811، فیروز سنز لمیٹڈ، 1970م

15 قاری، کرنل، فیوض الرحمن، اسلام میں مجاہد کا مقام، ص 8، شفیق سنز کراچی

16 سیوہاوری، حفظ الرحمن، اخلاق اور فلسفہ اخلاق، ص 554، ندوۃ المصنفین، دہلی

17 الغزالي الطوسي، محمد بن محمد بن محمد، احیاء علوم الدین، ج 4، ص 62، مکتبہ العلمیہ، بیروت

18 صدیقی، مظہر الدین، ص 35، اسلام کا نظریہ اخلاق، ادارہ ثقافت اسلامیہ۔ لاہور

19 عددی کمی اور انداز جنگ، ص 14، سائیکلوجیکل آپریشنز ڈائریکٹوریٹ جی ایچ کیو فیروز سنز لمٹیڈ، راولپنڈی

20 البقرہ 2: 154

21 ال عمران 3: 169

22 الصف 61: 4

23 سورہ توبہ 9: 111

24 ال عمران 3: 23

25 سورہ محمد 47: 4

26 دریا آبادی، عبد الماجد، تفسیر ماجدی، ص 152، تاج کمپنی لمیٹڈ، کرچی

27 السجستانی، ابو داؤد، سلمیان بن اشعث، سنن ابو داود، حدیث: 2506 دار الکتاب العربي-بیروت

28 الترمذي، أبو عیسی، محمد بن عیسی،، سنن ترمذی، حدیث: 1625، دار إحیاء التراث العربي—بیروت

29 القشیري، النیسابوري، مسلم بن الحجاج، جامع مسلم، ج 3، ص 1506 دار إحیاء التراث العربي، بیروت

30 أبو عبد اللہ، الأصبحي، مالک بن أنس، موطا امام مالک، حدیث: 956 ، دار القلم-دمشق

31 القشیري، النیسابوري، مسلم بن الحجاج، مسلم شریف: رقم حدیث: 1918

32 القزوینی۔ محمد بن یزید۔ أبو عبد اللہ، ابن ماجہ، حدیث: 2767 دار الفکر، بیروت

33 ابن کثیر اسماعیل بن عمر، البدایہ والنھایہ، ج 2، ص 232، داالکتب العلمیہ، بیروت

34 ابن کثیر اسماعیل بن عمر، البدایہ والنھایہ، ج 2، ص 232

35 ابن سعد، محمد بن سعد، طبقات ابن سعد، مترجم عبد اللہ الحامدی، ج 3، ص 305، نفیس اکیڈمی، کراچی

36 ابن ہشام، عبد الملک، السیرہ النبویہ، ج 2، ص 64، عبد التواب اکیڈمی، ملتان

37 البخاري محمد بن إسماعیل بن إبراھیم بن المغیرة، (المتوفی: 194ھ)، الجامع صحیح البخاری، حدیث: 3950، دار طوق النجاة، بیروت، الطبعة الأولی 2002م،

38 شوکت راضا، ہند و پاک جنگ، 1996، ص 13، ارمی ایجوکیشن، راولپنڈی

39 سوہن سٹیفن، پاکستان آرمی، ص 36، آکسفورڈ یونیورسٹی کراچی

40 صدیقی، بریگیڈیئر، عبد الرحمن ، حرب اسلامی اور دفاع پاکستان، ص 74، ادارہ مطبوعات سلیمان، لاہور، 1993ء

41 لودھی، ایم اے، مشرقی پاکستان اور 1971 کی جنگ، ڈیلی نیشن، لاہور، 16 دسمبر 1995ء

42 گل حسن، بریگیڈیئر، میموری آف جنین، ص 412، شفیق سنز، کراچی

43 کرنل، غلام جیلانی، دی پاکستان آرمی، ص 93، پاکستان آرمی پریس، راولپنڈی، 1989

44 کرنل، غلام جیلانی، دی پاکستان آرمی، ص 93